امام مسجد اور سٹیٹس

ائمہ مساجد اس کالم کو ہر جگہ پھیلا دیں شاید کسی انسان میں انسانیت جاگ جائے

ابو معاویہ محمد لقمان القاسم کی ٹیڑھی قلم سے ادھورے الفاظ

اللہ رب العالمین نے لفظ ''امام'' کو انتہائی مقدس بنایا۔۔۔۔۔۔ وہی قوم عزت پاتی ہے جو اپنے امام اور پیشوا کی اپنی ناموس سے بڑھ کر عزت و احترام کرتی ہو۔۔۔۔۔ (طوالت سے بچنے کے لئے صرف مختصر اشاریے۔۔۔)۔۔۔۔ انگریز جب برصغیر میں آیا تو اس نے پرکھ لیا کہ مسلمانوں میں ایک امام کا بہت بڑا مقام ہے۔۔۔ اور مسلمان امامت کو سب سے بڑا اشرف سمجھتے ہیں۔۔۔ انگریز نے ایک پلان ترتیب دیا تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے امامت کا عالیشان مقام کم کیا جائے۔۔۔ انہوں نے جب تمام ملازمتیں لانچ کی۔۔۔ تو پروفیسر، ڈاکٹر، ورکر، خاکروب وغیرہ پر مشتمل تمام ملازمین کے گریڈ اور تنخواہوں کی لسٹ بنائی۔۔۔۔ اور سب سے نچلا گریڈ اور سب سے کم تنخواہ مسجد کے امام کی مقرر کردی۔۔۔۔ انگریزوں کا مقصد واضح تھا کہ وہ بڑی چالاکی کے ساتھ مسلمانوں کو امامت کے عظیم مقام سے دور کرنا چاہتے تھے اور مسلمانوں کے دلوں میں دنیاوی لذت کو تقویت دینا چاہتے تھے۔۔۔ چونکہ معاشی ذرائع انسان کی ضرورت ہے۔۔۔ اور انسان اپنے گھر کا معاشی نظام بہتر کرنے کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔۔۔۔۔ انگریز کے گریڈ سسٹم نے لوگوں کو امامت کی بجائے دیگر نوکریوں پر مجبور کردیا۔۔۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ اپنے بچوں کو امام، مدرس، خطیب بنانے کی بجائے ڈاکٹر، پروفیسر، انجینئر وغیرہ بنانے میں دلچسپی لینے لگے۔۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ سکولز، کالجز، یونیورسٹیز تو آج بھی بھری پڑی ہیں لیکن جامعات و مدارس اور مساجد ویران اور بے آباد ہوتی گئی ہیں۔۔۔ انگریز کے کوچ کر جانے کے بعد کم از کم اسلامی ریاست کے ذمہ داران کو چاہئے تھا کہ وہ انگریز کلچر کا خاتمہ کرتے لیکن انہوں نے انگریزوں کی سبیل کو اپنایا۔۔۔۔ جس وجہ سے آج اسلامی ریاست میں مساجد و مدارس حکومتی سرپرستی اور حکومتی مالیاتی تعاون سے محروم ہیں۔۔۔ انگریزوں کے بعد اسلامی ریاست کے ذمہ داران نے بھی دین حنیف کے ساتھ ناروا سلوک کیا۔۔۔ پھر معاملہ صرف یہاں تک نہیں رہا۔۔۔ حکومتی

سرپرستی نہ ملنے کی وجہ سے مساجد ومدارس کا ذمہ عموماً مقامی لوگوں پر مشتمل کمیٹیوں نے لیا اور انہوں نے بھی انگریز کلچر کو ختم کرنے کی بجائے مساجد ومدارس میں اپنی اجارہ داری قائم کی اور ائمہ کرام کو اپنے کارخانہ وغیرہ کے ملازم ومزدور سے بھی کم تنخواہ پر رکھا۔۔۔

ایک بہت دکھ بڑی داستان۔۔۔ایک سال پہلے کی بات ہے کہ میں اسلام آباد میں ایک مسجد میں گیا۔۔۔وہاں مسجد کے امام صاحب سے ملاقات ہوئی۔۔۔احوال پوچھے۔۔۔کہنے لگے الحمدللہ۔۔۔اللہ کا بہت شکر ہے کہ اچھا گزارا ہو رہا ہے۔۔۔میں بہت مطمئن ہوا کہ اس مہنگائی کے دور میں جہاں بڑے بڑے کاروباری لوگ مہنگائی کا رونا رو رہے ہیں وہاں امام صاحب نے الحمدللہ کہہ کر دلی سکون مہیا کر دیا۔۔۔میں واپس پلٹنے لگا کہ امام صاحب نے چائے کا اصرار کیا۔۔۔میں مزید رک گیا۔۔۔اتنے میں امام صاحب کی چھوٹی بیٹی آئی۔۔۔میں نے غور کیا تو اس بچی کا لباس بہت بوسیدہ سا تھا۔۔۔جوتا ٹوٹا ہوا تھا۔۔۔اپنے پاپا کے پاس آ کر کہنے لگی کہ پاپا آپ نے کہا تھا کہ نیا جوتا لیکر دوں گا تو آپ جوتا لائے نہیں۔۔۔امام صاحب کے چہرے کا تاثرات بتا رہے تھے کہ معاملہ پریشان کن ہے۔۔۔میں نے پوچھا یہ بچی (جو تقریباً پانچ یا چھ سال کی تھی) کس سکول پڑھتی ہے۔۔۔امام صاحب کہنے لگے ابھی داخل نہیں کروایا۔۔۔میں انکی طرف متوجہ ہوا اور کہا مجھے سچ سچ ایک بات بتائیں۔۔۔کہنے لگے جی پوچھیں۔۔۔میں نے کہا آپکی اس مسجد میں ڈیوٹی کیا ہے؟اور تنخواہ کتنی ہے؟ کہنے لگے پانچوں نمازیں۔۔۔ناظرہ کلاس۔۔۔مزید بیگم صاحبہ بھی بچیوں کو پڑھاتی ہیں۔۔۔اور مسجد کی صفائی وغیرہ کا خیال رکھنا۔۔۔میں نے پوچھا تنخواہ کتنی ہے؟ کہنے لگے بارہ ہزار روپے۔۔۔اللہ اللہ۔۔۔انا للہ۔۔۔میں نے کہا کوئی اور کام وغیرہ نہیں کرتے۔۔۔کہنے لگے کہ شروع کیا تھا لیکن کبھی نماز کے وقت واپس نہیں آیا جاتا تھا تو انتظامیہ والوں نے شکایات شروع کر دی تھیں۔۔۔اس لیے نمازوں کی ڈیوٹی کی وجہ سے میں کوئی کام بھی نہیں کر سکا۔۔۔مسجد تقریباً ایک کنال پر۔۔۔واش رومز میں بھی سنگ مرمر اور ٹائلیں۔۔۔اے سی بھی موجود لیکن امام صاحب کی بچی کا جوتا ٹوٹا ہوا۔۔۔کپڑے پھٹے ہوئے۔۔۔چھ سال کی ہے لیکن سکول نہیں جاسکتی۔۔۔مسجد کے سامنے والوں کا بھلا کہ آدھا کلو دودھ دے جاتے ہیں۔۔۔بے لگام مہنگائی کے دور میں بارہ ہزار پر گزارا کرنا۔۔۔اللہ کی قسم میں شدید غصے میں آ گیا۔۔۔میں نے کہا کہ مسجد کے صدر سے ملنا۔۔۔امام صاحب کہنے لگے۔۔۔چھوڑ دیں۔۔۔اللہ کا شکر ہے۔۔۔ میں نے کہا ایسے لوگوں کو شرم آنی چاہئے۔۔۔مساجد ومدارس کے ٹھیکیدار بن گئے ہیں لیکن امام مسجد کی ضروریات سے ناواقف ہیں۔۔۔امام صاحب کے روکنے اور اگلے شیڈول کی وجہ سے میں فی الفور تو کچھ نہ کر سکا لیکن جاتے ہوئے بورڈ پر درج فون نمبر لے گیا تھا پھر لاہور آ کر فون پر کافی خاطر تواضع کی۔۔۔یہ صرف ایک مثال ہے۔۔۔ورنہ چند گنی چنی مساجد کے علاوہ تمام میں یہی صورتحال ہے۔۔۔مسجد کی انتظامیہ اے سی کا بل لاکھوں میں ادا کر دے گی۔۔۔مسجد میں بے مقصد تعمیر پر لاکھوں روپے اجاڑ دے گی۔۔۔سردیوں میں گیزر کے چکروں میں ہزاروں روپے گیس کا بل ادا کر دے گی۔۔۔لیکن جب بات امام صاحب کی تنخواہ کی آئے۔۔۔پھر انتظامیہ کنگال اور مقروض دکھائی دے گی۔۔۔ جس کے گھر کا خرچہ ماہانہ تین لاکھ ہے وہ بھی کہتا نظر آئے گا کہ بیس ہزار، پندرہ ہزار دیتے ہیں یہ بہت ہے۔۔۔استغفراللہ۔۔۔مسلمانوں کو دین اسلام سے دور کرنے کے لئے اور امامت کے مقدس مقام کو گرانے کے لئے جو

سلوک انگریزوں نے کیا تھا وہی بلکہ اس سے بھی برا سلوک آج مساجد ومدارس کی نااہل انتظامیہ کرتی ہے۔۔۔۔کسی مسجد کی انتظامیہ مسجد کی رقم کو اپنے کاروبار میں استعمال کرتی نظر آئے گی۔۔۔کوئی کھاتا نظر آئے گا۔۔۔۔کوئی مسجد کے فنڈ سے اپنا مکان تعمیر کرتا نظر آئے گا۔۔۔۔کوئی مسجد کے فنڈ سے اپنا کاروبار شروع کرے گا لیکن جب امام صاحب یا خطیب صاحب کی تنخواہ کا معاملہ آئے تو پھر پندرہ، بیس، پچیس ہزار سے زیادہ کی طاقت ہی نہیں۔۔۔۔۔کل قیامت کے روز نااہل انتظامیہ کے ہر ہر فرد کا گریبان ہوگا اور امام صاحب کی بچی کا ہاتھ ہوگا جو سکول نہیں جا سکی۔۔۔جو رات کو مکمل دودھ نہیں پی سکی۔۔۔۔جو اچھے کپڑے نہیں پہن سکی۔۔۔۔ آجکل میں دیکھتا ہوں بے تحاشہ مہنگائی کی وجہ سے بہت سے ائمہ مساجد تنخواہ کے حوالہ سے سٹیٹس وغیرہ شیئر کرتے نظر آتے ہیں لیکن وہ بھی اندھوں کو دکھائی نہیں دیتا۔۔۔۔ اللہ کا شکر ہے کہ میں نے اپنا اسٹیٹ کا کاروبار لاہور میں شروع کیا ہے۔۔۔۔۔اور ایک بہت بڑے ادارے کی ذمہ داری اللہ نے عطا کی ہے۔۔۔۔اللہ نے بہت نوازا۔۔۔کسی چیز کی کمی نہیں۔۔۔جس وجہ سے سینکڑوں پروگرامز میں جانے کا موقعہ ملتا۔۔۔کبھی کچھ تقاضا نہیں کیا۔۔۔۔اور سخت مصروفیات کے باوجود میں نے امامت کی ذمہ داری صرف اس لئے رکھی ہے ایک تو نمازوں کی روٹین ٹھیک رہتی ہے اور دوسرا نبی ﷺ نے یہ ذمہ داری ساری زندگی نبھائی ہے تو اس محبت کی وجہ سے میں نبھانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔لیکن میرے ہزاروں دوست ہیں جو امامت کی ذمہ داری ہی رکھتے ہیں اور انتظامیہ کی نااہلی کی وجہ سے مساجد سے بدظن ہوتے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔مساجد ومدارس کے نااہل ٹھیکیدار سوچ لیں کہ کہیں قیامت کے دن حشر انگریزوں کے ساتھ نہ ہو جائے۔۔۔۔۔اپنے سکون وآرام کے لئے مسجد میں اے سی چلاتے ہیں اور لاکھوں میں بل ادا کر لیتے ہیں لیکن امام صاحب کی تنخواہ بڑھاتے وقت کنگال اور مقروض ہونے کی من گھڑت داستانیں سناتے ہیں۔۔۔۔۔۔یہ نہیں سوچتے کہ اے سی وغیرہ تو ایک آسائشی سہولت ہے جبکہ مسجد کا سرمایہ، مسجد کا اثاثہ، مسجد کی رونق، مسجد کا دل، مسجد کا سرتاج تو امام صاحب ہیں جنکی طرف توجہ نہیں کرتے۔۔۔۔۔۔میں تو سمجھتا ہوں کہ مہنگائی کے اس طوفان میں ایک امام صاحب کی تنخواہ کم ازکم 80 ہزار اور ایک خطیب صاحب کی تنخواہ ڈیڑھ لاکھ ہونی چاہئے تاکہ امام وخطیب صاحب اپنے نیک کام پر مکمل توجہ دے سکیں۔۔۔۔انکو دائیں بائیں ہاتھ نہ مارنے پڑے۔۔۔اور صحیح طرح مطالعہ کر کے تحقیقی واصلاحی جمعہ پڑھا سکیں۔۔۔۔۔صحابی رسول ﷺ نے صرف سات دفعہ سورۃ الفاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا اور چالیس بکریاں حاصل کر لی تھیں جس پر نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ سب سے زیادہ حقدار چیز جس پر تم اجرت لے سکتے ہو وہ اللہ کی کتاب (قرآن پاک) ہے۔۔۔ سوچئے جس امام صاحب نے پورا ماہ کم ازکم 150 بار سورۃ الفاتحہ پڑھی ہے تو اسکا حق چالیس بکریوں کے برابر بھی نہیں؟؟؟؟؟ آخر کیوں؟؟؟ میتھ اور انگلش کا ماسٹر تین لاکھ تنخواہ لے سکتا تو قرآن کا ماسٹر کیوں نہیں لے سکتا؟؟؟ آخر کیوں؟؟؟؟۔۔۔۔اللہ تعالی ہم سب کی اصلاح فرمائے۔۔۔۔۔

رات کے ان مبارک لمحات میں اللہ رب العالمین سے صدق دل سے دعا ہے کہ جو مساجد انتظامیہ ائمہ کرام اور خطباء کو جتنی تنخواہ دیتے ہیں۔۔۔اے اللہ! تو انکے وسائل کو بھی اتنا ہی مختصر کر دے۔۔۔۔۔تو انکی آمدنی کو بھی محدود کر دے۔۔۔۔تو انکے بچوں کو بھی ٹوٹا جوتا اور پھٹے کپڑے ڈالنے پر مجبور کر دے تاکہ ان میں بھی انسانیت زندہ ہو جائے۔۔۔۔۔آمین